بیٹی کو وراثت سے حصہ نہ دینا کیسا؟

ریفرنس نمبر:Lar10388 تاریخ:25-01-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کا انتقال ہوا، اس نے ورثاء میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں، جبکہ اس کے والدین، زوجہ، دادا، دادی اور نانی اس کی حیات میں ہی انتقال کر گئے تھے، اس کے بعد اس کے بیٹوں میں سے دو کا انتقال ہوا، جائیداد اب بیٹوں کی اولاد کے پاس ہے، اب تک سب لوگ ان سے حصہ لے چکے ہیں، صرف زید کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی ہندہ کا حصہ اس کے بھتیجوں کے قبضہ میں ہے، جو خاندانی دشمنی کے باعث اسے نہیں دے رہے۔ ہندہ کے حصے میں کئی ایکڑ زمین آتی ہے، لیکن جن رشتہ داروں کے پاس ہے، وہ بار بار مطالبے کے باوجود بھی حصہ نہیں دے رہے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں اس طرح کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وراثت میں ملنے والی جائیداد میں سے کسی وارث کا بلاوجہ اپنے شرعی حصے سے زیادہ حصہ لینا، دوسرے ورثاء کے حصے خود رکھ لینا اور دوسرے ورثاء کو ان کے شرعی حصے سے محروم کرنا ظلم و غصب ہے، جو سخت ناجائز و حرام اور احکامِ الٰہیہ کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ایسے افراد کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ لہذا جو ورثاء ہندہ کے حصے پر قابض ہیں، ان پر فرض ہے کہ ہندہ کا جو حصہ بنتا ہے مالکانہ حقوق کے ساتھ اس کے سپرد کر دیں کہ غیر کی ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا حرام ہے۔ نیز اس کے حصے پر ناحق قبضہ کرکے جو اذیت پہنچائی، اس کی معافی بھی مانگیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اپنے اس حرام فعل سے توبہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ، وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ ترجمہ کنزُالعِرفان: ”اور میراث کا سارا مال جمع کرکے کھا جاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔“ (پارہ30،سورۃ الفجر، آیت 19،20)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ” ﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا: **اور میراث کا سارا مال جمع کرکے کھا جاتے ہو۔**﴾ یہاں کفار کی تیسری خرابی اور ذلت کا بیان ہے کہ تم میراث کا مال کھا جاتے ہو اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو وراثت کا حصہ نہیں دیتے، بلکہ اُن کے حصے خود کھا جاتے ہو، جاہلیّت میں یہی دستور تھا۔ **اس بیان کردہ ظلم میں**

بہت سی صورتیں داخل ہیں اور فی زمانہ جو چچا تایا قسم کے لوگ یتیم بھتیجوں کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں یا روٹین میں جو بہنوں، بیٹیوں یا پوتیوں کو وراثت نہیں دی جاتی وہ بھی اسی میں داخل ہے کہ شدید حرام ہے۔"
(تفسیر صراط الجنان، جلد10، صفحہ668، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

میراث کے احکام کو تفصیلاً بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ترجمہ کنزُالعرفان: "یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ اسے جنتوں میں داخل فرمائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (تمام) حدوں سے گزر جائے، تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا، جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔" (پارہ4، سورۃ النساء، آیت14، 13)

ناحق کسی کی زمین دبا لینے کے حوالے سے حدیثِ پاک میں آتا ہے، چنانچہ حضرت محمد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں: "عن أبی سلمة بن عبد الرحمن، و كانت بينه و بين أناس خصومة فی أرض، فدخل علی عائشة فذكر لها ذلک، فقالت: يا أبا سلمة، اجتنب الأرض، فإن رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم قال: من ظلم قيد شبر طوقه من سبع أرضين" یعنی حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا کچھ لوگوں کے ساتھ کسی زمین کا جھگڑا تھا۔ انہوں نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہو کر یہ بات ذکر کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے ابو سلمہ! زمین سے اجتناب کرو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بالشت بھر زمین دبانے کا ظلم کیا اس زمین کا اتنا حصہ سات زمینوں تک کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔
(صحیح البخاری، کتاب المظالم و القصاص، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، جلد1، صفحہ432، مطبوعہ لاھور)

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "من أخذ شيئاً من الأرض بغير حقه خسف به يوم القيمة إلى سبع أرضين" یعنی جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن زمین کے ساتویں طبق تک دھنسا دیا جائے گا۔
(صحیح البخاری، کتاب المظالم و القصاص، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، جلد1، صفحہ432 مطبوعہ لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس طرح کی احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "حدیثیں اس باب میں

متواتر ہیں۔۔۔ اللہ قہار وجبار کے غضب سے ڈرے، ذرا من، دو من، نہیں، بیس پچیس سیر ہی مٹی کے ڈھیلے گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرلے۔ اس وقت قیاس کرے کہ اس ظلم شدید سے باز آنا آسان ہے یا زمین کے ساتویں طبقوں تک کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں، معاذاللہ یہ کروڑوں من کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسا دیا جانا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔" (فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ665، رضافاونڈیشن، لاھور)

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں ہے:"لا یجوز التصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه" ترجمہ: غیر کی ملک میں اُس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا، جائز نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل بیان شرائط الجواز والنفاذ، جلد2، صفحہ234، مطبوعہ بیروت)

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، الشاہ احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ کسی کی زمین دبانے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:"صورت مستفسرہ میں عمرو اور اس کے ساتھی سب **ظالم اور مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب شدید ہیں۔۔ زید پر فرض ہے کہ بکر کی زمین اسے واپس دے اور زید و عمرو اور اس کے سب معاونوں پر فرض ہے کہ بکر کو راضی کریں اور اس سے اپنا قصور معاف کرائیں**، ورنہ روز قیامت اس کے مستحق ہوں گے کہ ان کی نیکیاں بکر کو دی جائیں، بکر کے گناہ ان کے سر پر رکھے جائیں اور یہ جہنم میں ڈال دئے جائیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ671، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــه

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو واصف محمد آصف عطاری

11جمادی الاخری1442ھ/25جنوری2021ء

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے